یہاں آ کر والد صاحب یعنی حضرت لوطؑ سے ذکر کیا کہ شہر کے دروازے پر چند پردیسی نوعمر کھڑے ہیں جن جیسے میں نے آج تک نہیں دیکھے آپ جایئے اور انہیں ٹھہرایئے ورنہ قوم والے انہیں ستائیں گے۔

قوم والوں نے لوطؑ کو منع کر رکھا تھا کہ باہر سے کوئی مہمان اپنے پاس نہ ٹھہرائیں مگر لوطؑ ان کے پاس گئے اور انہیں لے آئے اور راستے میں صرف اس نیت سے کہ یہ ابھی چلے جائیں گے فرمانے لگے کہ واللہ یہاں کے لوگ بہت زیادہ برے اور خبیث ہیں فرشتوں کو اللہ کا یہ حکم تھا کہ جب تک پیغمبر تین (3) مرتبہ قوم کی برائی نہ بیان کر دیں تب تک عذاب نہیں پہنچانا۔ تھوڑا سا سفر کر کے لوطؑ نے پھر بات دہرائی جب آپؑ گھر پہنچے تو غم کی شدت سے رو دیئے کہ یہاں کے لوگ بہت برے ہیں جب آپؑ نے تین مرتبہ قوم کی برائی بیان کر دی تو گویا ان پر عذاب کی مہر لگا دی۔

آپؑ نے ابھی مہمانوں کو چپکے سے بٹھایا ہی تھا کہ آپؑ کی بیوی جو قوم والوں سے ملی ہوئی تھی اس نے جا کر قوم والوں کو بتا دیا کہ ہمارے گھر بہت خوبصورت لڑکے ہیں چنانچہ قوم والے بھاگے چلے آئے۔

• آپؑ گھر سے نکلے اور قوم کو پھر سمجھانے لگے مگر قوم کے لوگ نہ سمجھے آپؑ نے فرمایا کہ یہ قوم کی لڑکیاں یہ میری بیٹیاں ہیں ان سے نکاح کرو اور جائز طریقے سے اپنی خواہشات پوری کرو مگر قوم والے اڑ گئے کہ ہم نے تمہیں منع کیا تھا باہر سے کوئی مہمان نہیں ٹھہرانا اب ان کو ٹھہرایا ہے تو ہمارے حوالے کرو۔

جب لوطؑ نے دیکھا کہ ان کی نصیحت کا قوم پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تو غضب ناک ہو کر فرمایا کہ کاش میرے پاس آج کوئی قوت ہوتی تو میں تمہیں تمہاری شرارت کا مزہ چکھا دیتا (تفسیر ستاری)

جبرائیلؑ نے اپنے دائیں پر پر بستی کو اٹھایا اور اس قدر بلند اٹھالیا کہ اس بستی کے کتوں کی بھونکنے کی آوازیں آسمان پر فرشتوں نے سن لیں وہاں سے جبرائیلؑ نے بستی کو الٹا کر کے زمین پر پھینک دیا اوندھے منہ یہ بستی زمین پر گری تمام کے تمام لوگ تباہ ہو گئے

آپؑ کی افسردگی کو دیکھتے ہوئے اب فرشتوں نے ظاہر کر دیا کہ وہ فرشتے ہیں۔ اور عذاب کیلئے بھیجے گئے ہیں اور جبرائیلؑ نے باہر نکل کر اپنا پر ہلایا تو تمام لوگ اندھے ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے واپس جانے لگے کہ یہ تو جادوگر ہے (تفسیر القرآن)

اب فرشتوں نے آپؑ سے کہا کہ رات کو اپنے گھر والوں کو اور اہل ایمان کو لیکر نکل جاؤ اور بستی والوں کی پکار پر پیچھے مڑ کر مت دیکھنا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر آپؑ کی بیوی ہلاک ہو جانیوالوں میں تھی کیونکہ وہ بستی والوں کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ روانہ ہوتے وقت آپؑ کے ساتھ تھی مگر قوم والوں کی چیخ و پکار پر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی جس سے وہ بھی ہلاک ہو گئی مگر یہ قول درست نہیں ہے۔

دن چڑھتے ہی ان پر پتھر برسنے لگے یہ پتھر طوق کی مثل تھے اور سرخی میں ڈوبے ہوئے تھے ہر پتھر پر نام لکھا ہوتا تھا جس کا نام لکھا ہوتا اس پر پتھر گرتا اور وہ نیست و نابود ہو کر رہ جاتا جو کوئی جس حال میں بھی تھا باتیں کرتا، کھڑا یا بیٹھا اس پر پتھر گرتا اور وہ ہلاک ہو جاتا۔

پھر جبرائیلؑ نے اپنے دائیں پر پر بستی کو اٹھایا اور اس قدر بلند اٹھا لیا کہ اس بستی کے کتوں کی بھونکنے کی آوازیں آسمان پر فرشتوں نے سن لیں وہاں سے جبرائیلؑ نے بستی کو الٹا کر کے زمین پر پھینک دیا اوندھے منہ یہ بستی زمین پر گری تمام کے تمام لوگ تباہ ہو گئے۔ (تفسیر کثیر)

عبرانی ادب میں ان لوگوں کی ایک اور برائی بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ جب بھی کوئی تاجر باہر سے آتا تو ساری قوم اس سے تھوڑا تھوڑا مال دیکھنے کے بہانے لے لیتے اور گھروں کو چلے جاتے۔ جب تاجر رونا پیٹنا شروع کرتا تو ہر آدمی باری سے آتا اور جو تھوڑا سا مال اس کے پاس ہوتا اسے دکھا کر کہنے لگتا کہ بھائی میرے پاس تو یہ تھوڑا سا ہے تاجر کہتا کہ میں اتنے تھوڑے کو لیکر کیا کرونگا غرض اس طرح یہ لوگ تاجر کو لوٹ کھسوٹ کر بھگا دیتے (عبرانی ادب) واللہ اعلم

حضرت لوطؑ اور اہل ایمان کو کوئی گزند نہ پہنچا وہ بالکل خیر و عافیت سے رہے اگر چہ اس واقعے کو بیتے صدیاں گزر چکی ہیں مگر قرآن میں یہ قصہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ گویا ہماری آنکھوں کے سامنے پیش آیا ہو۔ مگر ہم سبق پھر بھی حاصل نہیں کرتے جانے ہمارا انجام کیا ہوگا؟

قاری سیف اللہ (حافظ آبادی)

محمد رمضان یوسف سلفی

1998ء کے آخری دنوں کی بات ہے کہ ایک سہ پہر میرے محترم دوست محمد سرور طارق ڈائریکٹر طارق اکیڈمی فیصل آباد ایک نہایت نیک صورت بزرگ عالم دین کے ہمراہ مکتبہ دارارقم تشریف لائے۔ ان عالم دین کے چہرے پر نیکی و صالحیت کے نشان نمایاں تھے، خوبصورت ناک نقشہ، سانولا رنگ، چوڑی پیشانی، چمکتی آنکھیں، گھنی اور لمبی داڑھی جو سفید و سیاہ بالوں کا مجموعہ، نکلتا قد، اعتدال کے سانچے میں ڈھلا ہوا جسم، سر پر کپڑے کی ٹوپی، صاف ستھرا لباس زیب تن، شلوار ٹخنوں سے اوپر پاؤں میں سیاہ بوٹ۔ تعارف کروانے والے نے بتایا کہ آپ حضرت قاری سیف اللہ حافظ آبادی ہیں کتاب و سنت ہیں ان کی اچھی بھلی لائبریری ہے اپنے آبائی گاؤں جگاں والا میں اقامت پذیر ہیں اور وہاں بچوں کی قرآنی تعلیمات کا مدرسہ تبلیغ القرآن والحدیث کے بانی ہیں۔

قاری صاحب سے یہ میری پہلی ملاقات تھی وہ تھوڑی دیر بیٹھے اپنے لہجے کی مٹھاس اور شیرینی گفتار سے محظوظ کیا۔ آئندہ ملاقات کا وعدہ کر کے تشریف لے گئے اس کے بعد ان کا معمول تھا کہ وہ مہینے ڈیڑھ مہینے بعد آتے کچھ دیر بیٹھتے اور اپنی پسند کی کتابیں خریدتے اور چلے جاتے۔ وہ زہد و تقویٰ کے زیور سے آراستہ اور ورع و عفاف کی دولت سے مالا مال تھے۔ دھیمے لہجے میں محبت و خلوص سے بات کرتے خوش مزاج اور خوش گو تھے، ان کی باتیں سن کر اللہ کی یاد آ جاتی ہے۔ میں ان کے اوصاف و کمالات سے از حد متاثر ہوا اور اسی چیز نے مجھے ان کا گرویدہ بنا دیا۔ ان سے ملاقات کر کے ایک بے پایاں خوشی اور مسرت محسوس ہوتی۔ جس طرح میں لوجہ اللہ ان سے عقیدت رکھتا تھا اسی طرح وہ بھی مجھ پر بزرگانہ شفقت فرماتے تھے۔ تین سال پہلے میں نے مولانا حافظ عبدالرحمٰن سلفی امیر جماعت غرباء اہلحدیث کے خواہش پر مولانا محمد ادریس ہاشمی (مدیر ماہنامہ صدائے ہوش) کے زیر نگرانی جماعت غرباء اہلحدیث کے علماء پر لکھنا شروع کیا، قاری سیف اللہ صاحب کے علم میں جب یہ چیز آئی تو انہوں نے راقم کی بہت حوصلہ افزائی کی۔ خیر و بھلائی کی دعاؤں سے نوازا، اور ساتھ علمائے اہلحدیث کے حالات دل جمعی سے لکھنے کی تاکید و تلقین کی۔ مسلک اہلحدیث سے وہ بے پناہ انس رکھتے تھے، اور اس کی اشاعت کا جذبہ ان کے قلب و ذہن اور ورح کے اندر سمایا ہوا تھا۔ مسلک کتاب و سنت کے وہ بے لوث مبلغ اور نامور عالم دین تھے۔ ان کا علم، مطالعہ، تحقیق، مسائل میں درک، حلم و بردباری، تواضع، انکسار، اور بلند اخلاق انہیں اپنے علاقے میں منفرد مقام عطا کئے ہوئے تھی۔ لوگوں کے دل ان کی عزت سے معمور تھے۔ اس عالم بے مثال کے حالات و واقعات جاننے کیلئے جب ہم نے نظر دوڑائی تو ہمیں میاں محمد یوسف سجاد صاحب کی تذکرہ علمائے اہلحدیث جلد دوئم سے قاری صاحب کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوئی جو اختصار کے ساتھ نذر قارئین کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

[illegible]

ہمارے ممدوح قاری سیف اللہ مرحوم حافظ آباد کے نواحی گاؤں جگاں والا میں اپریل